(۴) عارضۃ الاحوذی

یہ جامع ترمذی کی مشہور شرح ہے۔ اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ امام جلال الدین سیوطی کے زمانہ تک اس کے علاوہ ترمذی کی کوئی مکمل شرح متداول نہ تھی۔ سیوطی فرماتے ہیں :

لا نعلم انه شرحه احد کاملا الا القاضی ابوبکر بن العربی فی کتاب عارضة الاحوذی

"ہم کو ابوبکر بن العربی کی عارضۃ کے علاوہ ترمذی کی اور کسی کامل شرح کا علم نہیں"۔

حضرت امام عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری لکھتے ہیں :

"یہ ترمذی کی مشہور شرحوں میں ہے۔ حافظ ابن حجرؒ وغیرہ مشاہیر علمائے اسلام نے اپنی کتابوں میں اس سے استفادہ کیا ہے اور اس کے اقتباسات نقل کئے ہیں۔ (۱۶)

یہ شرح مصر سے مکمل شائع ہو گئی ہے۔

حواشی

(۱) ذہبی : تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۹۰

(۲) ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان، ج ۲، ص ۲۹۲۔ شاہ عبدالعزیز : بستان المحدثین، ص ۱۳۷

(۳) ابن خلکان : تاریخ ابن خلکان، ج ۲، ص ۲۹۲۔ شاہ عبدالعزیز : بستان المحدثین، ص ۱۳۷

(۴) ابن خلکان: تاریخ ابن خلکان ج ۲، ص ۲۹۲ (۵) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۹۰

(۶) ابن فرحون: الدیباج المذہب، ص ۲۸۱ (۷) ابن فرحون: الدیباج المذہب، ص ۲۸۱

(۸) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۹۰ (۹) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۹۰

(۱۰) ابن خلکان: تاریخ ابن خلکان ج ۲، ص ۲۹۳

(۱۱) ابن خلکان: تاریخ ابن خلکان ج ۲، ص ۲۹۳

(۱۲) ابن فرحون: الدیباج المذہب، ص ۲۸۲ (۱۳) ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۴، ص ۹۱

(۱۴) ابن خلکان: تاریخ ابن خلکان، ج ۲، ص ۲۹۳

(۱۵) ضیاء الدین اصلاحی: تذکرۃ المحدثین ج ۲، ص ۳۶۷ تا ۳۷۲

(۱۶) عبدالرحمٰن مبارکپوری، مقدمہ تحفۃ الاحوذی، ص ۸۴، ۸۵

تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت

سید توقیر حسین شاہ

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں' انفرادی اور اجتماعی۔ انفرادی حیثیت میں فقط اس کی اپنی ذات سے متعلق معاملات ہیں اور اجتماعی حیثیت سے اس کے ساتھ معاشرہ میں بسنے والے دوسرے افراد بھی شامل ہیں۔ اسی طرح تعمیر شخصیت کے لئے صرف کسی ایک شخص کی تشکیل و تربیت پر بحث ہوتی ہے اور فلاح انسانیت کے حوالے سے پوری نسل انسانی کی فلاح سے متعلق معاملات زیر غور آتے ہیں۔ تعمیر شخصیت کا پروگرام مرتب کرنا کوئی آسان کام نہیں' سب سے پہلے تو پروگرام ایسا ہونا ضروری ہے کہ جس میں ایک طرف فرد اور پوری انسانیت کی پہلو بہ پہلو تعمیر کی زیادہ سے زیادہ گنجائش اور دوسری طرف ان دونوں میں ایسا خوبصورت توازن ہو کہ ان میں سے کسی ایک کی وجہ سے دوسرے کی تہذیب و ترقی کو نقصان نہ پہنچے۔ (۱) لہٰذا شخصیت اور معاشرے کی تشکیل کے لئے کوئی نہ کوئی فلسفہ حیات اشد ضروری ہے ورنہ زندگی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہو جائے گا۔ (۲) چنانچہ نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات نے ایسا نظام حیات تجویز فرمایا جو مختصر اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ اتنا جامع ہے کہ انفرادی اور اجتماعی کردار کی تعمیر کا کوئی گوشہ اس سے باہر نہیں۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کی ذات کو پوری نوع انسانی کے لئے نمونہ قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا :

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

تمام انبیاء و رسل کی طرح حضور ﷺ بھی پیغام مجسم تھے۔ آپؐ چلتا پھرتا قرآن تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

"نبی پاک ﷺ کا خلق قرآن تھا"۔ (۳)

نبی اکرم ﷺ کی ذات ہر شخص کے لئے سورج کی روشنی کی مانند ہے جس کی مدد سے

ہر شخص اپنے صحیح اور سیدھے راستے کا تعین کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

﴿ يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًاO وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًاO ﴾ (الاحزاب : ۴۵، ۴۶)

"اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو شاہد، خوشخبری دینے والا اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا چراغ"۔

لہٰذا ایک مثالی شخصیت کی تعمیر اور پوری انسانیت کی فلاح کے لئے نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانا اور آپ کی اطاعت لازمی امر ہیں۔ قرآن مجید میں آپ کی اطاعت کا حکم دیتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا :

﴿ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَO ﴾ (آل عمران : ۱۳۲)

"اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

اب ہم تعمیر شخصیت اور فلاح انسانیت پر الگ الگ گفتگو کرتے ہیں۔

تعمیر شخصیت

انسانی شخصیت نفسیاتی و بدنی دونوں حصوں سے مرکب ہے [۴] لہٰذا تعمیر شخصیت کا پروگرام ایسا ہونا چاہئے جو دونوں سمتوں سے رہنمائی فراہم کرتا ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے ہمیں دونوں سمتوں سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے، یعنی :

☆ انسانی نفسیات یا فکر کی تعمیر

☆ بدنی لحاظ سے عمل کی ترغیب

انسانی نفسیات یا فکر میں روح اور عقل دونوں شامل ہیں۔ انسانی شخصیت میں روح کو اولیت حاصل ہے اور اس کے بعد عقل کا درجہ ہے [۵] ہر انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے روح پھونک رکھی ہے جس کے ذریعے اسے روشنی اور قوت حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

﴿ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ﴾ (الحجر : ۲۹)

"جب میں اس کو ٹھیک کرلوں اور اپنی طرف سے اس میں روح پھونک دوں"۔

روح سے روشنی اور قوت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اسے سنبھال کر رکھا جائے۔ ہر روح فطری طور پر اللہ کی محبت سے آشنا اور اللہ کے قرب کی جویا ہے[۶] روح کا جسم کے ساتھ رابطہ بذریعہ قلب ہے۔ اس لئے ہر قلب میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا احساس اور اس کی طرف بڑھنے کی امنگ موجود ہے۔[۷] قلب گویا چراغ اور پھر اس چراغ کا تیل یادِ الٰہی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

﴿ اَلاَ بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴾ (الرعد : ۲۸)

"خبردار! اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان بخشتا ہے"۔

جب روح اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ذکر سے جلا پاتی ہے تو اسے خوف صرف محبوب کی ناراضگی اور ناخوشنودی کا رہ جاتا ہے اور اس کی امید بھی صرف اللہ ہی سے وابستہ رہ جاتی ہے کیونکہ اس پر یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ اس کائنات میں حکم صرف اللہ ہی کا چلتا ہے۔[۸] لہٰذا تعمیر شخصیت کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ روح کو چمکا کر رکھا جائے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

﴿ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ○ ﴾

(الشمس : ۹،۱۰)

"بے شک مراد کو پہنچایا جس نے اسے ستھرا کیا۔ اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا"۔

انسانی جسم میں روح کی تقویت کے لئے عقل موجود ہے جو روح کے تاثرات کو دلائل و براہین کے ساتھ پیش کرتی ہے اور انہیں حکمت کے ساتھ عمل میں لانے کا راستہ وضع کرتی ہے۔[۹] عقل کی حیثیت دراصل خادم کی ہے۔ جس چیز کو اپنا مقصد قرار دیں عقل اسی کے لئے دلائل اور تجاویز پیش کرتی ہے۔ اسی لئے اسلام نے عقلی قوت کی تربیت کے لئے نتیجہ خیز استدلال اور معرفت کا ذریعہ اختیار کیا اور تخلیق کائنات میں غور و فکر کی دعوت دے کر انسانی عقل کو خدا کی معرفت سے روشناس کرایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے :

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ○ ﴾ (آل عمران : ۱۹۰)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں"۔

چنانچہ دین اسلام میں روح اور عقل کی بہتری کے لئے صحیح سمت تجویز کرنے کے بعد ان کی بالیدگی اور ان میں چمک پیدا کرنے کے لئے انسانی نفسیات یا فکر میں مندرجہ ذیل عقائد کے تحت تعمیر شخصیت کی بنیاد رکھی گئی۔

عقیدۂ توحید : توحید کا مطلب ہے کہ خدا ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے فرمایا :

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ ○ وَلَمْ يُوْلَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ ﴾ (الاخلاص)

"اے محبوب کہہ دیجئے اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ کسی نے اس کو جنا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں"۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "اے معاذ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" انہوں نے جواب دیا : اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو فرمایا "اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں"۔ (۱۰)

زندگی کی صحیح سمت متعین کرنے کے لئے ضابطۂ حیات ضروری چیز ہے اور ضابطہ حیات کے صحیح اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو وضع کرنے والا بھی بے مثال ولازوال ہو۔ لہٰذا توحید ہی ایسا تصور ہے جو اس سلسلہ میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ شخصیت کی تعمیر بھی اسی اساسی یقین پر ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ معبود ہیں اور سارے جہان کے مقابلہ میں معزز و مفتخر اور بلند و بالا ہیں اور اس ہستی کے سامنے میرا یہ سر فقیرانہ شان سے جھک رہا ہے اور حیات و علم، رزق و فراخی، ہدایت و رُشد اور عزت کی استدعا کر رہا ہے۔